عوالمِ خمسہ اور مراتبِ وجود

ترجمہ از جناب خواجہ محمد علی رحمانی صاحب سہارنپور

ذیل کا مضمون حضرت شاہ فتح محمد صاحب محدث ابن حضرت شاہ عیسیٰ جند اللہ رحمہم اللہ کی تصنیف رسالہ "مخزونات رحمانی" کا اردو ترجمہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ تمام تعریفیں اول سے آخر تک ظاہر و باطن میں جو کچھ ہیں حق تعالیٰ ہی کیلئے ہیں۔ جو مربہ و سرپرستی ہے کل عالم اور سارے جہانوں کا۔ اور رحمت و فضل، سلامتی و برکت نازل ہو اس کے برحق پیغمبر جناب ختمی مرتبت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد وازواج اور اصحاب واحباب پر۔ اور ان کے ساتھ جمیع امت پر تا قیام قیامت تک۔ حمد و صلوۃ کے بعد ہر طالب حق اور سالک طریقت کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرات صوفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی اصطلاح میں وجود کے پانچ مرتبے ہیں اور یہ حضرات کرام وجود کے ہر ایک مرتبہ کو عالم کہتے ہیں۔

اول عالم لاہوت ہے۔ دوم ہاہوت ہے۔ سوم جبروت۔ چہارم ملکوت اور پنجم ناسوت۔

مبتدی کی آسانی کیلئے پہلے ہم ناسوت کے مراتب بیان کرتے ہیں۔ عالم ناسوت صوفیہ کی اصطلاح میں مرتبۂ ملک ہے۔ اور اسی کو عالم شہادت بھی کہتے ہیں۔ عرشِ اعظم سے مرکزِ خاک تک عالم ناسوت کہلاتا ہے اور اس دائرۂ ناسوت کا مجموعہ کل تیرہ چیزیں ہیں۔ اول عرش مجید خطیب عقلانی

نے شرح بخاری میں بعض سلف سے نقل کیا ہے کہ عرشِ عظیم یاقوتِ سرخ سے بنا ہوا ہے اور اس کی دوری و درازی اور بُعد کی مقدار ہر دو جانب میں پچاس ہزار برس کی راہ کی مسافت ہے اور اس کی چوڑائی اوپر اور نیچے دونوں طرف پچاس پچاس ہزار برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔

فضائلِ اعمال کی ایک حدیث مرفوع ہے کہ عرشِ عظیم کے سو پائے ہیں اور ملائکہ جب سے پیدا ہوئے ہیں اس وقت سے قیامت تک اگر ایک پائے کی مسافت طے کرنا چاہیں تو ہرگز طے نہیں کر سکتے

عرش کے بعد کرسی ہے جو بہشت کی زمین ہے۔ بہشت کے تمام بڑے بڑے درجے ایک ہزار چھ سو سولہ ہیں۔ اور اس کے بعد فلکِ زحل ہے جو آسمان اول ہے۔ پھر فلکِ مشتری ہے جو آسمانِ دوم ہے۔ پھر فلکِ مریخ جو آسمانِ سوم ہے پھر فلکِ شمس جو آسمانِ چہارم ہے پھر فلکِ زہرہ جو آسمانِ پنجم ہے۔ پھر فلکِ عطارد جو آسمانِ ششم ہے۔ پھر فلکِ قمر جو کہ آسمانِ ہفتم ہے۔ فلکِ قمر کو اگر اوپر کی طرف سے شمار کریں تو آسمانِ ہفتم ہے اور اگر نیچے کی طرف سے حساب لگائیں تو یہ آسمان اول ہے۔

علامہ نووی وغیرہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ کرسی اور جو چیزیں کہ کرسی کے اندر موجود ہیں عرش مجید کے مقابلہ میں رائی کے ایک دانہ کے برابر ہیں کہ جس طرح ایک وسیع میدان میں رائی کا ایک دانہ پڑا ہوا کالعدم معلوم ہوتا ہے اسی طرح کرسی اور جو چیزیں اس میں ہیں عرش مجید کے مقابلہ میں معلوم ہوتی ہیں اور اسی طرح ساتوں آسمانوں کا اپنی وسعت و گہرائی کے باوجود کرسی کے مقابلہ میں یہی حال ہے۔

فلکِ ہفتم کے بعد کرۂ آتش ہے جس میں شہاب پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کرۂ ہوا ہے جس میں ابر وغیرہ ہوتا ہے اور اس کے بعد کرۂ آب ہے جو دریائے محیط کے مانند ہے اور زمین کرۂ آب کے اندر گیند کی طرح ہے۔ زمین کا نصف سے زائد حصہ غرقِ آب ہے اور نصف سے کم حصہ پانی کے

باہر اور خارج ہے۔ زمین کا جو حصہ پانی سے باہر ہے پھر اُس کے دو حصے ہیں ایک حصہ محض ویران اور غیر آباد ہے اور اس میں کسی سمت اور جہت میں بھی عمارت و آبادی کا نام و نشان تک نہیں دوسرا حصہ معمور و آباد ہے اس کو معمورہ کہتے ہیں اور وہ ربع مسکون ہے۔ اسی معمورہ میں تمام دنیا آباد ہے۔ دریا جنگل میدان۔ پہاڑ۔ شہر۔ آبادیاں اور بستیاں اسی میں واقع ہیں اس کی مسافت کا اندازہ ایک سو بیس برس برابر چلتے رہنے کی مدت کا راستہ ہے۔ اس میں نوے برس کی راہ میں بستی ہے یاجوج وماجوج کی جو یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اور بارہ برس کی راہ میں حبشی اور آٹھ برس کی راہ میں رومی اور تین برس کی راہ میں عرب بستے ہیں۔ اور سات برس کی راہ میں مغ یعنی آفتاب پرست و آتش پرست رہتے ہیں۔ یہ تفصیل بخاری شریف کی شرح میں خطیب عسقلانیؒ نے بعض کتب سے نقل کی ہے مگر یہ تمام تعبیریں متقدمین وسلف کی تحقیقات کی بنیاد پر ہیں۔

زمین پر حق تعالیٰ شانہ کی پیدا کی ہوئی انواع واقسام کی مخلوق بکثرت موجود اور آباد ہے مگر اور دوسری مخلوقات ملائکہ، شیاطین، جنات وغیرہا کے مقابلہ میں انسان ایک ہزار کے مقابلہ میں صرف ایک ہوتا ہے۔ خطیب عسقلانیؒ ہی کی شرح میں ہے کہ زمین اپنی تمام وسعت اور پھیلاؤ، ہمہ گیری کے باوجود آسمانوں کے مقابلہ میں ایک خشخاش کے دانہ کے برابر ہے۔ کسی عارفِ کامل نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کرکے انسان کو اس کی حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ فرمایا ہے کہ

جہاں در جنبِ ایں نُہ سقفِ مینا　　چو خشخاشے بود بر روئے دریا
بہ بیں خود را کزیں خشخاش چندے　　سزد گر بر بروتِ خود بخندے

اس کا ماحصل یہ ہے کہ (یہ تمام دنیا جہانِ کائنات، نو آسمانوں کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ خشخاش کا ایک دانہ دریائے وسیع وعمیق اور قلزم زخار میں پڑا ہوا ہو۔ تو تُو بھی اے غافل بندے اور خود بیں انسان اپنے آپ کو اور اپنی حقیقت کو دیکھ غور کر اور سوچ سمجھ کہ تو کتنا ہے۔ اور

تیری حقیقت اور ہستی کیا ہے، بے سوچے سمجھے اگر تو اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور اپنی طاقت اور مونچھ بل پہ زور گھمنڈ رکھکر ہنسے تو کیا یہ تجھکو لائق اور سزاوار ہے۔ یہانتک بہت اختصار کے ساتھ عالمِ ناسوت کا بیان کیا گیا۔ اب اے جویائے صداقت اور جویندہ حقیقت عالم ملکوت کا حال معلوم کر۔

عالمِ ملکوت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ملکوتِ اعلیٰ۔ دوسرے ملکوتِ اسفل۔ ملکوتِ اعلیٰ عالم ارواح کو اور ملکوتِ اسفل عالم مثال کو کہتے ہیں۔ ملکوتِ اسفل اور عالمِ مثال عرش عظیم کے اوپر ہے شارح قیصریؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ عالمِ مثال کی وسعت اور گیرائی اس قدر ہے کہ اس کے مقابلہ میں عرشِ عظیم مع اپنی تمام محتویات و موجودات اور اشیاء مشتملہ کے ایسا ہے جیسے ایک صحرائے عظیم اور لق و دق بیابان میں ایک بہت چھوٹی سی انگوٹھی کا حلقہ پڑا ہوا ہو۔

عالمِ ناسوت جو کہ عالمِ اجسام ہے اور عالمِ ارواح جو کہ ملکوتِ اعلیٰ اور ارواحِ نورانی مجردہ ہیں ان دونوں کے درمیان یہ عالم مثال ایک برزخ اور درمیانی شے کے طریق پر ہے۔ ہر ممکن اور موجود کے لئے جو کچھ اس عالم اجسام و عالمِ ناسوت میں ہوتا ہے اور مقدر و مقدور ہے اس کے لئے اس عالمِ مثال و عالم برزخ میں ایک صورت ہوتی ہے جو مُمثّل و مناسب ہوتی ہے عالم ارواح کے۔ پھر وہ صورت ارواح سے فیض حاصل کرکے اجسام میں پہنچاتی ہے اور اس ترتیب کے ساتھ کائنات و عوالم کی ترتیب و تدبیر اور تنظیم و تنسیق ہوتی ہے اور اس عالمِ مثال کو عالمِ خیال بھی کہتے ہیں۔ اور ملکوتِ اعلیٰ جو کہ ارواح نورانی اور مجردہ ہیں۔ اس کا نام عالمِ اَمر بھی ہے اور یہ ایک ایسا عالم ہے جس کی طرف حس و احساس کے ذریعہ (حسّی طور پر) اشارہ نہیں کیا جا سکتا۔ ملکوتِ اعلیٰ کی جملہ موجودات دو قسم پر ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جن کا بچند وجوہ عالمِ اجسام سے کوئی تعلق نہیں اور دوسری قسم وہ ہے جو عالمِ اجسام سے صرف چند وجوہ کی بنا پر تدبیر و تصرف کا تعلق رکھتی ہے۔

اول قسم جس کا عالمِ اجسام سے کوئی تعلق نہیں ایک خاص قسم ہے اور ملکوتِ اعلیٰ کی اس قسم کو

کروبی کہتے ہیں۔ پھر یہ بھی دو طرح پر ہیں۔ ایک قسم وہ ہے کہ جن کو عالمِ اجسام کی بالکل خبر نہیں اور عالمِ اجسام و عالمِ ناسوت کی طرف مطلق توجہ نہیں۔

وَهُمْ هَائِمُوْا فِيْ جَلَالِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَجَمَالِهٖ مُنْذُ خَلْقِهِمْ

یعنی کروبیوں کی یہ خاص قسم ایسی ہے کہ جب سے حق تعالیٰ شانہ نے ان کو پیدا فرمایا ہے اس ذاتِ عالی صفات کے جلال و جمال میں ہائم و مستغرق اور متوجہ و محو ہیں۔ اسی لئے اُن کو مُہَیَّمِیَّہ کہتے ہیں اور ان کی دوسری قسم وہ ہے کہ اگرچہ ان کو بھی عالمِ اجسام سے تعلق نہیں ہے مگر وہ بارگاہِ الوہیت کے دربان اور فیض ربوبیت کے وسیلے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ سے (جو اصل مبدع وجود و ایجاد اور سرچشمۂ فیضانات و کمالات ہے) فیض حاصل کرتے اور پھر تمام ارواح کو پہنچاتے ہیں۔ ان ارواح میں سب سے افضل و اعلیٰ، اجل و ارفع، اور اکمل و اتم روحِ اعظم ہے جو تعبیر و مراد ہے روحِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور روحِ اعظم کی نسبت افاضۂ فیض اور احاطۂ کمال میں تمام عوالم سے خواہ عالمِ ارواح ہو یا عالمِ مثال۔ عالمِ خیال ہو یا عالمِ شہادت، ایسی سمجھنی چاہئے کہ انسان کے نفس کی نسبت ہوتی ہے اس کے جسم و بدن کے ساتھ۔ حتیٰ کہ اگر مبدء فیاض کے سرچشمۂ فیض سے ان وسائط و ذرائع اور علائق و وسائل کے ذریعہ صدورِ فیضان اور ایصالِ فیض نہ ہو تو ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ وجود یا شہود کے اعتبار سے کوئی چیز بھی خارج اور واقع میں صورت پذیر ہو سکے اور کوئی صورت حاصل کر سکے۔

ملکوتِ اعلیٰ کی پہلی قسم کا حال معلوم کر چکے کہ اس کا عالمِ اجسام سے بچند وجوہ کوئی تعلق نہیں ہوتا اور یہ کہ اس کی دو قسمیں بھی ہیں جن کا حال ذکر کیا جا چکا۔ اب ملکوتِ اعلیٰ کی دوسری قسم کا حال معلوم کیجئے جس کو کہ عالمِ اجسام سے تعلق و ارتباط ہوتا ہے اور وہ تعلق و ربط تدبیر و تصرف کا تعلق و رابطہ ہے اس لئے کہ نوعِ انسانی کے ہر فرد کے لئے ایک روح مجردہ ہوتی ہے اور اس

شخص اور فردِ انسانی کے تعلق وتصرف کا تمام تر معاملہ اس روح مجردہ پر موقوف ومبنی ہوتا ہے، انسان کے نفس اور اس کے جسم وبدن میں جیسی صلاحیت واستعداد اور قابلیت ولیاقت ہوتی ہے اسی کے مقتضا کے مطابق ہوتی ہے اور روح مجردہ اسی کے موافق روح سے فیض حاصل کر کے اس شخص کی مثالی صورت اور برزخی ہیئت کے واسطہ سے جو کہ عالم مثال میں مُمثّل ومناسب ہے اس جسم وبدن اور نفس کو پہنچاتی ہے۔

نیز ان ارواحِ مجردہ کے علاوہ اور دوسری مَلکی روحیں اور ملکوتی ارواح بھی ہیں۔ جن کی صحیح تعداد وشمار حق تعالیٰ شانہ ہی کے علم واحاطہ میں ہے اور وہ ملکی روحیں ان ارواح مجردہ کی خاص معاون ومددگار ہوتی ہیں۔ اور ان کو بھی ملکوتِ اسفل کہتے ہیں۔ اسی بنا پر اربابِ مشاہدہ واہلِ کشف نے فرمایا ہے کہ جب تک سات فرشتے نہ ہوں اس وقت تک درخت کا ایک پتہ بھی باہر نہیں نکلتا۔ چنانچہ پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ مَلَکًا" یعنی ہر چیز اور ہر شے کے لئے ایک نہ ایک فرشتہ ضرور ہوتا ہے جو اس شے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور نبی صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے "یَنْزِلُ لِکُلِّ قَطْرَۃٍ مَلَکًا" کہ بارش کے ہر قطرہ کے ساتھ ایک فرشتہ اترتا ہے۔

اسی طرح احادیث وروایات میں قسم قسم کے ملائکہ، ملکوتی ارواح اور مَلکی روحوں کا ذکر وارد ہے۔ چنانچہ ملک الریح (ہوا کا فرشتہ) ملک الرعد (کڑک کا فرشتہ) ملک البرق (بجلی کا فرشتہ) ملک السحاب (بادل کا فرشتہ) وغیر ذلک، ملائکہ کی احادیثِ صحیحہ میں تصریح موجود ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ عالمِ ناسوت میں جو کچھ کون وفساد اور حرکت وسکون کے قبیل سے ہوتا ہے یہ تمام فیضان حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے جو کہ مبدءِ فیاض ہیں اولاً وبالذات اسماء الہیہ کو جو کہ اربابِ مقیدہ ہیں پہنچتا ہے۔ اور ذات پاک مبدءِ فیاض سے یہ تمام فیضانات بواسطہ اسمائے الٰہی اعیان ثابتہ و(حقایق الہیہ) پر فائز و وارد ہوتے ہیں۔ اور اعیانِ ثابتہ واسمائے کونیہ کے ذریعہ

واسطہ سے روح اعظم کو یہ جملہ فیوض حاصل ہوتے ہیں۔ پھر روحِ اعظم سے ارواح کو ان کی استعدادات اور صلاحیت کے مناسب ولائق ان اسمائے الٰہیہ کا فیضان حاصل ہوتا ہے پھر ہر روح بواسطہ اپنی صورت معنوی کے اپنے عالمِ ناسوت میں خود متصرف ہوتی اور تدبیر و نظم کرتی ہے۔ روح کا اپنے اجسام و نفوس میں اس تصرف وتدبیر معنوی کا بعض افراد کو شعور واحساس ہوتا ہے جیسے انسانی افراد اور حیوانی افراد۔ اور بعض افراد کو شعور واحساس نہیں ہوتا جیسے نباتاتی وجماداتی افراد۔

اگرچہ یہ امر پایۂ ثبوت اور مرتبۂ یقین کو پہنچ چکا ہے اور کشف ومشاہدۂ اربابِ بطون سے یہ امر محقق ہوچکا ہے کہ نباتی وجمادی افراد کو بھی ایک خاص قسم کا شعور وادراک ہوتا ہے۔ مگر اہلِ کشف بیان کرتے ہیں . . . . کہ نباتات وجمادات اور معدنیات کے شعور وادراک کا یہ ڈھنگ اور طریقہ نہیں جیسا کہ انسان وحیوان کے ادراک وشعور کا حال ہے بلکہ ان کا علم وشعور ان کی اپنی صورت نوعیہ کے مناسب ہے۔

یہاں تک جو مذکور ہوا یہ سب عالمِ ملکوت کا بیان تھا اور اس سے قبل ہم عالمِ ناسوت کا ذکر کر چکے ہیں اب عالمِ جبروت کا ذکر سنیے۔ عالمِ جبروت عالمِ ملکوت کے اوپر ہے اور یہ عالمِ جبروت الٰہی صفات اور ربانی اوصاف ہیں اور اسی کو عالمِ واحدیت کہتے ہیں اور یہ عالم تمام اسمائے الٰہی اور اسمائے کونی پر مشتمل وحاوی ہے۔ اور سب کا مخزن وجامع۔ صوفیۂ محققین نے اپنی اصطلاح میں اٹھائیس اسمائے الٰہی اور اٹھائیس اسمائے کونی مقرر کئے ہیں۔ ان کی تفصیل اور مکمل تحقیق کتاب جام جہاں نما کے دائرہ واحدیت میں لکھی گئی ہے۔

قدر ضروری اس کا یہ ہے کہ اسمائے الٰہی میں سے ہر ایک اسم کو حقائقِ الٰہیہ کہتے ہیں اور اسمائے کونی وکیانی کو اعیانِ ثابتہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ا

اسمائے الٰہیہ اربابِ مقیدہ ہیں اور ہمیشہ وپیوستہ اسمائے الٰہیہ کا فیض، اسمائے کونیہ کو

چونکہ اعیان ثابتہ اور مظاہر جمالی اسمائے الٰہیہ میں پہنچا رہتا ہے۔ اور پھر اُن سے بواسطہ رو،
اعظم خارج وواقع میں ظاہر وصادر ہوتا ہے جیسا کہ سابق میں بیان کیا گیا۔ الغرض اس مجموعہ کو
عالمِ جبروت کہتے ہیں۔

اور اس مرتبہ کے اوپر ذات پاک الٰہی ہے اور اس کو ہاہوت کہتے ہیں۔ یہی عالمِ وحدت ہے
حق تعالیٰ شانہ کی ذات مقدس اپنی وحدت میں صفتِ احدیت کے ساتھ متصف وموصوف ہے۔
جس میں تمام اعتبارات وتعینات اور نسب وقیود واضافاتِ ساقط وکالعدم ہیں اور تمام صفات
واوصاف مسلوب ومنفی۔ اور یہی ذات تبارک وتقدس صفت واحدیت کے ساتھ بھی موصوف
متصف ہے اور اس مرتبہ میں تمام اعتبارات کا اثبات بھی ہے اور تمام صفات لائقہ سے اتصاف
بھی۔ یہ مرتبہ تمام موجودات کے مربی ومالک اور تمام ممکنات کے مرجع (اور مرجوع الیہ) کا مرتبہ ہے
اور اس مرتبہ کو حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مرتبہ کے بعد
مظہر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبۂ ظہور (وعیان اور وجود وشہود) میں سوائے وجوبِ ذاتی کے
یہ کلمات (صفات واعتبارات) بھی شامل ہوگئے۔

اس دقیقہ اور نکتہ کو حقیقتِ انسانی اور افرادِ انسانی کی مثال میں اس طرح سمجھو کہ مرتبہ
جبروت، حقیقتِ انسانی کو کہتے ہیں۔ اب یہ مرتبہ جو تمام اسمائے الٰہی اور اسمائے کونی پر مشتمل ہے
بالاجمال اور فی الاصل ہر فردِ انسان میں موجود وثابت ہے لیکن اگر کسی فردِ انسان کی استعداد و
صلاحیت کامل اور قابلیت تام ہو تو اس فرد میں کامل ومکمل طور پر اس مرتبہ کا ظہور ہوگا۔ اور
اگر کسی فردِ انسان کی صلاحیت واستعداد وقابلیت مکمل نہ ہو تو اس میں کامل طور پر اس کا ظہور
نہ ہوگا۔ حالانکہ ہر انسان میں بالاجمال اور ہر فرد کی حقیقت میں بالاصل مستور وکامن ہے۔ اکثر
اہلِ کشف وارباب مشاہدہ کے اعتقاد کے بموجب تمام سالکین طریقت اور طالبین سلوک سے

یر وسلوک کا منتہی اسی مرتبۂ جبروت تک ہوتا ہے۔

بعض محققین جیسے شیخ محی الدین ابن عربیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ سالکِ صادق یعنی
ثِ محقق یا غوث، یا فردِ کامل جو جناب رسالت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل
متابعت اور پوری پیروی کرتا ہے اور حضرت نبوت (اَرْوَاحُنَا وَاَرْوَاحُ اٰبَاءِنَا وَاُمَّھَاتُنَا فِدَاہٗ) کے
قدم بہ قدم چلتا ہے۔ سنت نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے اتباع اور پیروی کی وجہ سے
تام ہاہوت تک پہنچ جاتا ہے اور اس کی سیر اور اس کا سلوک اس اول مرتبہ سے متصف ہوجاتا ہے
ن وہ دوسرے جن کو کمال متابعت کا درجہ اور پوری پیروی کا حصہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس
رتبہ کی سیر کے ساتھ متصف نہیں ہوتے بلکہ جبروت میں پہنچنے کے بعد رک جاتے ہیں البتہ اس
مرتبہ کا صرف مشاہدہ ان کو ہوتا ہے۔

یہ تمام مراتب جو بیان کئے گئے یعنی مرتبۂ ہاہوت۔ مرتبۂ جبروت، مرتبۂ ملکوت۔ مرتبۂ
اسوت۔ یہ جملہ مراتب اربعہ تعین اول میں داخل ہیں جو تمام تعینات کو شامل ہے اور اس مرتبہ کے
پر (یعنی مرتبۂ تعیّنِ اول کے اوپر) مرتبہ لاتعین ہے جس کو لاہوت کہتے ہیں۔ اس مرتبہ کے
ل اور انتہا تک کسی نبی اور ولی کا علم نہ دنیا میں آج تک پہنچ سکا ہے اور نہ آخرت میں پہنچیگا۔

برخلاف ان مراتب اربعہ کے کہ ہر فردِ انسان جو سالکِ طریقت طالبِ حقیقت اور
وردِ شاہراہِ معرفت ہو اپنی فطری استعداد اور جبلی قابلیت کی بنا پر درجہ بدرجہ ان مدارج کی
ف صعود وعروج کرتا ہے اور اپنے جوہرِ قابل اور قابلیتِ صالح کے موافق مراتبِ اربعہ بتدریج
ے کرتا جاتا اور ترقی وارتقاء سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔

تو مستحق نظر شو کمال و قابل فیض
کہ منقطع نشود فیض ہرگز از فیاض